پروفیسر ثناء اللہ مجاہد

تصوف (وجہ تسمیہ)

جس طرح تصوف کی تعریف میں محققین کے مابین بہت اختلاف رہا ہے اسی طرح کلمہ تصوف کے اشتقاق کے متعلق بھی زمانہ قدیم وجدید کے محققین میں سخت اختلاف موجود ہے۔ حضرت شیخ ابوالحسن علی ہجویری لکھتے ہیں۔

"لوگوں نے اس اسم کی تحقیق میں بہت سے اقوال بیان کئے ہیں اور کتابیں لکھی ہیں ان میں سے ایک گروہ نے کہا ہے کہ اہل تصوف کو صوفی اس لئے کہتے ہیں کہ وہ صوف کا لباس پہنتا ہے، دوسرا گروہ کہتا ہے کہ اس کو صوفی اس لئے کہتے ہیں کہ وہ برگزیدگی میں صف اول میں ہوتا ہے، ایک اور گروہ کہتا ہے کہ اس کو صوفی اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اصحاب صفہ رضوان اللہ علیہم کے ساتھ محبت کرتا ہے۔ ایک اور گروہ کا قول ہے کہ یہ اسم لفظ "صفا" سے مشتق ہے۔

اور اس طریقے کی تحقیق کے متعلق ان معانی میں ہر شخص نے لطیف اشارات بیان کئے ہیں۔ لیکن وہ سب لغوی تعلق کے لحاظ سے حقیقی معنی سے دور ہیں"۔[1]

ابو القاسم عبد الکریم قشیری کہتے ہیں۔

"عربی زبان کی رو سے اس نام کی اصل کی شہادت نہ قیاس سے ملتی ہے نہ اشتقاق سے۔ واضح امر تو یہی ہے کہ یہ نام لقب کی طرح ہے"۔[2]

محققین کے نزدیک لفظ صوفی کا اشتقاق درج ذیل کلمات سے ممکن ہے۔

الف صف

ب اہل صفہ
ج تیوصوفیا
د صوف
ہ صفا
و صوفہ
ز الصفوہ
ح صوفانہ
ط صوفہ القفا

الف صف بعض محققین کے نزدیک تصوف "صف" سے مشتق ہے۔ ابوبکر کلاباذی لکھتے ہیں:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی بندے کے دل میں نور داخل ہو جاتا ہے تو اس کا دل فراخ اور کشادہ ہو جاتا ہے۔" عرض کیا گیا "یا رسول اللہ اس کی کیا علامت ہے؟" فرمایا "اس دھوکے کے گھر سے علیحدگی اختیار کرنا اور ہمیشگی کے گھر کی طرف رجوع کرنا اور موت کے واقع ہونے سے پہلے اس کے لئے آمادہ رہنا"

جب حارثہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تمہارے ایمان کی کیا کیفیت ہے تو حارثہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں نے اپنے نفس کو لے کر دنیا سے علیحدگی اختیار کرلی ہے۔ دن بھر پیاسا اور رات بھر جاگتا رہتا ہوں اور اب یہ کیفیت ہے کہ اللہ کے عرش کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ میں اہل جنت کو دیکھ رہا ہوں اور وہ ایک دوسرے کی زیارت کے لئے آرہے ہیں اور اہل دوزخ کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ ایک دوسرے کے دشمن ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ایسے شخص کو دیکھنا چاہتا ہو جس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے منور کر رکھا ہے اسے چاہیئے کہ حارثہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔

آگے چل کر کلاباذی لکھتے ہیں:-

"جس کی یہ صفات ہوں کہ باطن پاک، دل طاہر اور سینہ نورانی ہو وہ صف اول

ین ہوگا۔ اس لئے کہ سبقت لے جانے والوں کے یہی اوصاف ہیں“۔ ۳ے

ابوالقاسم عبدالکریم قشیری کہتے ہیں

”جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ صوفی ”صف“ سے مشتق ہے بایں معنی کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کے باعث یہ لوگ اپنے دلوں کی وجہ سے صف اول میں ہیں تو یہ معنی تو درست ہے، مگر لغوی طور صف کا اسم نسبت صفی بنتا ہے، صوفی نہیں بنتا“۔ ۴ے

ب اہل صفّہ

ایک جماعت کے نزدیک تصوف کا حامل یعنی صوفی اہل صفّہ ۵ے سے نسبت رکھتا رکھتا ہے ۶ے گو اہل صفّہ کی روش مذہب صوفیا سے بہت مشابہت رکھتی ہے، ترک لذات، عزلت نشینی، کثرت ذکر و عبادت وغیرہ، لیکن صوفی کی نسبت ان سے درست نہیں کیونکہ اگر اس کی نسبت صفہ سے ہوتی تو اس سے صُفّی بنتا نہ کہ صوفی ۷ے

ج ثیوصوفیا

علامہ لطفی جمعہ کہتے ہیں:

”صوفی کا لفظ ثیوصوفیا سے مشتق ہے جو ایک یونانی کلمہ ہے اور جس کے معنی حکمت الٰہی کے ہیں۔ صوفی وہ حکیم ہے جو حکمت الٰہی کا طالب ہوتا ہے اور اس کے حصول میں کوشاں صوفی کی غرض و غایت بھی حقیقت الحقائق کا جاننا ہوتی ہے“۔

اپنی رائے کی تائید میں لطفی جمعہ کہتے ہیں

”صوفیائے کرام نے اس علم کا اظہار اس وقت تک نہیں کیا اور نہ خود کو اس صفت سے متصف کیا جب تک کہ یونان کی کتابوں کا ترجمہ عربی زبان میں نہیں ہوا اور فلسفہ کا لفظ اس زبان میں داخل نہیں ہوا“۔ ۸ے

ابوریحان البیرونی کہتے ہیں

”تصوف کا لفظ اصل میں سین (س) سے تھا اور اس کا مادہ سوف تھا جس کے معنی یونانی زبان میں حکمت کے ہیں۔ دوسری صدی ہجری میں جب یونانی کتابوں کا ترجمہ

ہوا تو یہ لفظ عربی زبان میں آیا۔ چنانچہ حضرات صوفیاء میں اشراقی حکما کا انداز پایا جاتا ہے۔ اس لئے لوگوں نے ان کو سوفی یعنی حکیم کہنا شروع کیا، رفتہ رفتہ سوفی سے صوفی ہو گیا۔" ۹ے

پروفیسر نولڈیکی نے اس خیال کی تردید کرتے ہوئے کہا۔

"لفظ سوفس جو سوف سے بتایا جاتا ہے بذاتہ مشرق کی کسی زبان میں نہیں آیا اور ایسی صورت میں ناممکن ہے کہ اس سے تصوف مشتق ہوا ہو۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ یونانی الفاظ عربی میں سریانی کے ذریعے آئے اور خود سریانی زبان میں یہ لفظ نہیں پایا جاتا۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ عربی میں آیا ہو۔

آگے چل کر مزید کہتے ہیں۔

"اگر تھوڑی دیر کے لئے مان لیجئے کہ کسی صورت سے یہ لفظ عربی میں آگیا اور سوفس (سوف) مادہ ہو گیا تو یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ "س" کے بجائے اس کا املا "ص" سے کس قاعدے سے ہو گیا، ممکن ہے کہ یہ کہا جائے کہ کبھی کبھی ایسا ہوا ہے کہ "س" کے بجائے یونانی الفاظ "ص" سے ہو گئے ہیں۔ یہ سچ ہے مگر سب کے لئے قاعدے مقرر ہیں اور یہ کسی قاعدے میں نہیں آتا۔" ۱۰ے

د صوف

ابو نصر عبداللہ بن علی السراج الطوسی کہتے ہیں۔

"لفظ صوفی کی نسبت لباس صوف سے ہے کیونکہ یہ انبیاء، اولیاء اور صدیقین کا شعار تھا۔" ۱۱ے

اس سلسلے میں بہت سے دلائل دئے جاتے ہیں۔ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام کی دعوت قبول فرماتے تھے، گدھے کی سواری کرتے تھے اور اون پہنتے تھے۔ ۱۲ے

روحاء کی چٹان پر ستر پیغمبر برہنہ پا گذرے جو عبا پہنے ہوئے تھے اور وہ حرم شریف کا قصد کئے ہوئے تھے۔ ۱۳ے

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت فضالہ ابن عبید رضی اللہ عنہما نے اہل صفہ کی صفت اس طرح بیان کی۔

"جب وہ بھوک کے مارے زمین پر گر پڑتے تھے تو عرب بدو انہیں دیوانہ خیال کرتے تھے۔ ان کی پوشاک اون کی ہوتی تھی، بعض صحابیوں کے کپڑے جب پسینے سے شرابور ہو جاتے تھے تو ان میں سے بھیڑ کی ایسی بدبو آنے لگتی جب کہ وہ بارش میں بھیگ جائے۔ یہاں تک کہ بعض صحابی تنگ آکر یہ کہتے تھے، مجھے انکی بدبو بری لگتی ہے کیا ان کی بو اس وقت بری نہیں لگتی ہوگی جبکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہوتے ہوں گے"۔[۱۴]

حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام بالوں کا بنا ہوا لباس پہنتے تھے، درخت ان کی خوراک تھی، اور جہاں شام ہو جاتی وہیں رات گذار دیتے[۱۵] نیز فرماتے ہیں کہ میری ان ستر صحابہ سے ملاقات ہوئی جنہوں نے جنگ بدر میں شرکت کی اور جن کا لباس پشم کا تھا۔[۱۶]

حضرت ابوحفص سہروردی فرماتے ہیں۔

"یہ وجہ تسمیہ لفظی اشتقاق کے لحاظ سے بہت مناسب ہے کیونکہ محاورہ میں تصوف کے معنی اونی پوشاک پہننے کے آتے ہیں جیسا کہ یہ کہا جاتا ہے تقمص (اس نے قمیص پہنی)"[۱۷]

ابن خلدون بھی اسی خیال کے حامی ہیں کہ صوفی کا ماخذ صوف سے ہے۔[۱۸] علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں قول معروف وہ ہے کہ تصوف کی نسبت صوف سے ہے[۱۹]

ڈاکٹر مصطفیٰ حلمی پاشا بھی اسی نظریے کی تائید کرتے ہیں وہ لکھتے ہیں۔

"لہٰذا ماننا چاہیئے کہ صوفی کی نسبت صوف کی طرف ہے"۔[۲۰]

مستشرقین میں سے نولڈیکی (م ۱۹۳۰ء) اور نکلسن (م ۱۹۴۵ء) اس نظریئے کے حامی ہیں۔[۲۱]

ڈاکٹر قاسم غنی ایرانی ان تمام محققین کی تحقیقات کا جائزہ لے کر لکھتے ہیں۔

"تصوف کی اصل کے متعلق تمام اقوال و آراء میں سے بطور لغت اور عقل و منطق یہ قول صحیح ہے کہ تصوف عربی کا لفظ ہے اور صوف سے مشتق ہے"۔[۲۲]

ڈاکٹر ابوسعید نورالدین اپنے مقالے میں لکھتے ہیں۔

"ہماری رائے میں آخری قول صحیح ہے کہ کلمہ تصوف صوف سے نکلا ہے۔ کلمہ تصوف باب تفعل کے وزن پر آیا ہے۔ اس لئے صوف کا لباس پہننے کے فعل کو تصوف کہا

جاتا ہے"۔[۲۳]

ہ صفا

ایک گروہ کہتا ہے کہ انہیں باطن کی صفائی اور باطن کے آثار کی پاکیزگی کی وجہ سے صوفی کہا گیا۔[۲۴]
حضرت ابوالحسن علی ہجویری لکھتے ہیں۔

"صفائی سب امور میں محمود ہے اور اس کی ضد کدورت ہے چونکہ اہل تصوف نے اپنے اخلاق و معاملات کو درست کر لیا ہے اور طبیعت کی آفت سے بیزاری اختیار کر لی ہے اس لئے ان لوگوں کو صوفی کہتے ہیں"۔[۲۵]

حضرت قشیری کہتے ہیں۔

"استاد فرماتے ہیں کہ ہر زبان میں صفائی قابل تعریف ہے اور گدلاپن جو اس کی ضد ہے قابل مذمت ہے"۔[۲۶]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار تشریف لائے تو آپ کا رنگ بدلا ہوا تھا۔ فرمایا۔"دنیا کی صفائی جاتی رہی اور کدورت باقی رہ گئی"۔[۲۷]

حضرت سید عبدالقادر جیلانی کی رائے میں تصوف لفظ صفا سے مشتق ہے۔[۲۸]

حضرت ابوالحسن القناد کہتے ہیں کہ یہ صفا سے ماخوذ ہے[۲۹] حضرت جنید بغدادی کے نزدیک بھی یہ لفظ صفا سے مشتق ہے[۳۰] عبدالصمد صارم الازہری کہتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ لفظ صفا سے مشتق ہے۔[۳۱]

معنی کے اعتبار سے اگرچہ یہ رائے درست معلوم ہوتی ہے۔ لیکن لغوی طور پر درست نہیں، کیونکہ صفا سے جو لفظ مشتق ہوگا وہ صوفی نہیں بلکہ صفوی ہوگا۔[۳۲]

و صوفہ

سید احمد کبیر رفاعی (۵۱۲ھ تا ۵۷۸ھ) کہتے ہیں۔

"لوگوں نے اس نام کے مختلف اسباب بتائے ہیں مگر اصل میں اس کا سبب عجیب ہے جس کو بہت سے درویش نہیں جانتے وہ یہ ہے کہ قبیلہ مضر کی ایک شاخ کا نام بنو صوفہ ہے اور صوفہ غوث بن مر بن اد بن طانجہ ربیط کا لقب ہے، اس کی ماں کا کوئی بچہ زندہ نہیں رہتا تھا۔ اس نے منت مانی کہ اگر اس کا کوئی بچہ زندہ رہا تو اس کے سر پر اون کا

ٹکڑا (علامت و نشان کے طور پر) باندھکر خانہ کعبہ کا خادم بنا دے گی چنانچہ غوث بن مر پیدا ہوئے اور زندہ رہے تو ان کے سر پر اون کا ٹکڑا باندھکر خانہ کعبہ کے لئے وقف کر دیا گیا جس کی وجہ سے ان کا لقب صوفہ اور ان کی اولاد کا لقب بنو صوفہ پڑ گیا، یہ لوگ حاجیوں کی خدمت کرتے اور ان کو خلعت دیا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دین اسلام کا ظہور ہوا تو یہ لوگ بھی اسلام لے آئے اور وہ بڑے عبادت گذار تھے۔ ان میں سے بعض حضرات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بھی روایت کی ہیں۔ تو جو لوگ ان کی صحبت میں رہے یا ان کی صحبت یافتہ جماعت کے ساتھ رہے ان کا لقب صوفی ہو گیا[۳۳]

ابن جوزی اس کی تائید کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں ایک قوم تھی جس کو صوفہ کہتے تھے وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے واسطے الگ ہو گئے تھے، اور کعبہ میں وطن کر لیا تھا۔ تو جو کوئی اس سے مشابہ ہوا وہ صوفی ہے۔[۳۴]

صوفی نام کی وجہ تسمیہ میں ایک نظریہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ چونکہ صوفیاء نے تواضع انکسار گمنامی اور پوشیدگی کو زیادہ پسند کر رکھا ہے اس وجہ سے گرے پڑے چیتھڑوں اور پھینکے ہوئے صوف (صوفہ) کی مانند ہیں جنھیں کوئی پسند نہیں کرتا اور نہ ان کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ لہذا صوفہ کی نسبت سے انہیں صوفی کہا جاتا ہے جیسے کوفہ کی صفت نسبتی کوفی ہے یہ بعض اہل علم کا قول ہے اس کا مفہوم اس کے لفظی اشتقاق کے مناسب ہے[۳۵]

ز الصفوہ

ایک نظریہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ یہ الصفوہ سے لیا گیا ہے جس کا معنی خالص دوست ہے یعنی صوفیاء اللہ کے دوست ہوتے ہیں[۳۶]

ح صوفانہ

ایک گروہ کے نزدیک یہ لفظ صوفانہ سے ماخوذ ہے۔ ابن جوزی کہتے ہیں۔

"ایک قوم اس طرف گئی ہے کہ صوفی لیا گیا ہے صوفانہ سے جو ایک خوشنما خودرو ساگ چھوٹا چھوٹا ہے تو اسی کی طرف منسوب کئے گئے، کیونکہ یہ لوگ بھی جنگل کے ساگ پات پر کفایت کرنے میں اکتفا کرتے تھے"[۳۷]

ط صوفۃ القفا

ایک اور جماعت کے نزدیک صوفی منسوب ہے صوفۃ القفا کی طرف یعنی وہ چند بال جو گدی کے آخر میں جمتے ہیں۔ گویا اس سے صوفی حق کی طرف متوجہ ہے اور خلق سے منہ پھیرے ہے[۳۸]
لیکن یہ آراء عام طور پر قابل قبول نہیں رہیں اس لئے ان کے متعلق کسی بحث کی ضرورت نہیں۔

محاکمہ

مندرجہ بالا آراء کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ قدیم و جدید محققین کی ایک بڑی تعداد اس پر متفق ہے کہ یہ لفظ صوف سے مشتق ہے۔ ہماری رائے میں یہ نظریہ محل نظر ہے کیونکہ صوف پہنتا ان لوگوں کی خصوصیت نہیں تھی[۳۹] اگرچہ اہل صفہ معاشی تنگدستی کے باعث اس قسم کا لباس پہننے پر مجبور تھے لیکن جب اسلامی فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا اور معاشی خوشحالی آئی تو انہی اصحاب صفہ نے اچھے لباس بھی زیب تن کئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔

"ایوب سے روایت ہے کہ انہوں نے محمدؒ کا حوالہ دیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم ابوہریرہؓ کی خدمت میں بیٹھے تھے آپ نے ناک صاف کی اور فرمایا۔ کیا کہنے اب تو ابوہریرہ کتان سے ناک صاف کرتا ہے مجھے وہ وقت یاد ہے جب میں منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حجرہ عائشہؓ کے درمیان بے ہوش پڑا ہوتا تھا، آنے والا آتا اور میری گردن پر پاؤں رکھتا کیونکہ اسے ایسا لگتا کہ میں پاگل ہو گیا ہوں حالانکہ مجھے جنون نہیں، ہوتا تھا صرف بھوک نے بے حال کر رکھا ہوتا تھا"[۴۰]

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف لباس صوف ہی زیب تن نہیں کیا بلکہ ہر قسم کا لباس استعمال فرمایا۔ علامہ ابن قیم کہتے ہیں:۔

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ لباس یہ ہے کہ کپاس کا ہو تو، صوف یا کتان کا ہو تو، کوئی سا اور جو بھی لباس میسر آئے پہن لیا جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمنی چادریں، سبز چادریں، جبہ، قبا، قمیص، پاجامے، تہبند، چادر (سادہ) موزہ، جوتا، ہر چیز استعمال فرمائی"[۴۱]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اکثر و بیشتر تو صرف سوتی لباس ہی

زیب تن فرماتے ۔ گاہے بگاہے صوف اور کتان کا لباس پہنتے تھے[۱۳]

حضرت حسن بصری سے عام طور پر یہ روایت کی جاتی ہے کہ آپ نے ستر بدری صحابہ کو دیکھا جو صوف کا لباس پہنتے تھے ۔ ہماری رائے میں یہ روایت بھی محل نظر ہے اگر آپ نے صحابہ کرام کی اتنی کثیر جماعت کو دیکھا تھا اور وہ بھی بدری صحابہ کرام کو جن کی فضیلت اسلام میں سب سے زیادہ ہے تو آپ کو لازماً ان کی پیروی کرنا چاہئے تھی ۔ لیکن معتبر روایتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ بڑے خوش لباس تھے ۔ شاہ معین الدین احمد ندوی لکھتے ہیں ۔

"حضرت حسن بصری بڑے خوش لباس اور جامہ زیب تھے چنانچہ ظاہری وضع قطع میں زیادہ تقشف کو پسند نہ کرتے تھے بلکہ اسے جامہ ریا سمجھتے تھے اس لئے نہایت بیش قیمت اور خوبصورت کپڑے استعمال کرتے تھے مشہور مقامات کے عمدہ کپڑے منگاتے تھے شطاء کا کتان ، یمن کی چادر اور پھول چادریں استعمال کرتے تھے ، لباس میں جبہ رداء اور عمامہ پورے کپڑے ہوتے تھے ، بغیر عمامہ کے گھر سے باہر نہ نکلتے تھے"[۴۳]

دارا شکوہ لکھتے ہیں کہ بعض مستند کتابوں میں ذکر آیا ہے کہ حضرت غوث الاعظم خرقہ نہیں پہنتے تھے بلکہ علماء کی طرح کبھی طلیسان اور کبھی لباس فاخرہ زیب تن کرتے تھے[۴۴] بلکہ لباس صوف پہننے والے بعض افراد کو ان الفاظ میں تنبیہ کرتے تھے ۔

"تم میں سے بعض لوگ نیلے رنگ اور کمبل کے کپڑے پہن کر نیکوکاروں کی صورت بناتے ہیں حالانکہ وہ ہمارے نزدیک کافر ہیں"[۴۵]

اسلام میں لباس کا معیار یہ ہے "و لباس التقوی ذالک خیر"[۴۶] جس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ لباس جو ستر کو چھپائے ، جس میں تکبر اور اسراف نہ ہو ۔ چنانچہ حضرت حسن بصری ہی کا ارشاد ہے ۔

"جو شخص عاجزی کے لئے خدا کے سامنے صوف پہنتا ہے تو خدا اس کی نگاہ اور قلب کا نور بڑھاتا ہے اور جو پندار کے لئے پہنتا ہے وہ سرکشوں کے ساتھ جہنم میں پھینک دیا جائے گا"[۴۷]

ایک دفعہ حضرت حسن بصری یمنی جبہ اور یمنی چادر اوڑھ کر نکلے ۔ فرقد نے آپ کو دیکھا اور فارسی زبان میں کہا ، استاد کیا آپ کو اس جیسا ہونا مناسب ہے ۔ حسن نے فرمایا ۔ اے ام فرقد کے بیٹے کیا تجھے

معلوم نہیں کہ اکثر جہنمی کمبل والے ہوں گے۔ [۴۸]

حضرت محمد ابن سیرین جو حضرت حسن بصری کے ہم عصر اور مشہور تابعی ہیں ان کو لباس صوف سے سخت کوفت ہوتی تھی۔ ایک دفعہ صلت بن راشد، حضرت محمد ابن سیرین کے پاس گئے ان (صلت بن راشد) کے جسم پر صوف کا جبہ، صوف کا تہہ بند اور صوف کا عمامہ تھا، امام محمد ابن سیرین کو سخت کوفت محسوس ہوئی فرمایا! میرا خیال یہ ہے کہ بعض لوگ اون پہنتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نے بھی تو یہ لباس پہنا تھا، حالانکہ مجھ سے اس شخص نے روایت کی ہے جسے میں کذب سے متہم نہیں کرتا کہ آپ نے کتان، صوف اور کپاس ہر طرح کا لباس پہنا ہے۔ [۴۹]

لباس کا سب سے زیادہ تعلق موسمی اثرات سے ہوتا ہے اگر موسم سرد ہو تو گرم کپڑے اور گرم موسم میں ہلکے کپڑے استعمال کئے جاتے ہیں۔ یہ ناممکن ہے کہ سائبیریا کے خطے کے لوگوں کو باریک کپڑے پہنائے جائیں اور افریقہ کے تپتے ہوئے ریگزاروں کے باشندوں کو صوف پہنایا جائے۔

ان تمام دلائل سے واضح ہوا کہ صوفی کی نسبت صوف سے گو لغوی طور پر درست سہی لیکن معنوی اعتبار سے درست نہیں کیونکہ صوف پہننا صوفیاء کا امتیازی نشان نہیں ہے۔

قول فیصل

ہماری رائے میں صوفی کی نسبت صوفہ سے ہے جو لغوی طور پر بھی اور معنوی طور پر بھی موزوں ترین ہے۔

صوفہ وہ لوگ تھے جنہوں نے زمانہ جاہلیت میں اللہ تعالیٰ کے لئے دنیا کو ترک کر دیا تھا اور کعبہ میں رہائش پذیر ہو گئے تھے۔ اسی طرح صوفیاء بھی دنیا کے لذائذ کو ترک کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا کے طلب ہوتے ہیں۔ اس نسبت پر اعتراض کرتے ہوئے ڈاکٹر ابو سعید نور الدین لکھتے ہیں۔

> "یہ خیال اگرچہ بہت حد تک قرین قیاس معلوم ہوتا ہے لیکن اس بات کا کوئی قطعی ثبوت بہم نہیں پہنچایا جا سکتا کہ صوفی کا لفظ اس کے مروجہ معنی میں صوفہ ہی سے نکلا ہے اس لئے کہ یہ تو ایک خاص قبیلہ کا نام تھا اور اس قبیلہ تک ہی محدود تھا اس لئے اس لفظ کا عرب سے نکل کر بیرونی ممالک میں اس قدر اشاعت پذیر ہونا حقیقت سے بعید معلوم ہوتا ہے"۔ [۵۰]

فاضل محقق کے نزدیک اس لفظ کی بیرونی ممالک میں اشاعت پذیری حقیقت سے بعید ہے حالانکہ

موصوف کی اس دلیل میں کوئی وزن نہیں اس لئے کہ عرب میں کعبہ کو مرکزیت حاصل ہے جہاں عرب کے کونے کونے سے لوگ زمانہ جاہلیت میں بھی جمع ہوتے تھے اور میلے اور شعر و ادب کی محفلیں منعقد ہوتی تھیں۔ اس صورت میں ان مخصوص خصوصیات کے لوگوں کا شہرہ پورے عرب میں پھیلنا کون سا مشکل تھا اور یہ بات تو طے شدہ ہے کہ اسلام کے آغاز سے قبل ہی بعض لوگ صوفی کے لقب سے ملقب ہو چکے تھے، محمد بن اسحاق سے تاریخ مکہ میں روایت ہے کہ ایک صوفی طواف کرنے کے لئے قبل از اسلام مکہ آیا کرتا تھا۔ ۵۱ھ زہاد اسلام میں ابو ہاشم کوفی (م ۱۵۰ھ) وہ پہلے شخص ہیں جن کو صوفی کہا گیا ۵۲ھ لیکن قرن اول میں بھی لفظ صوفی موجود تھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (م ۶۰ھ) نے اپنے ایک عامل کو سرزنش کرتے ہوئے کہا۔

قد کنت تشبہ صوفیا لہ کتب من الفرائض وآیات فرقان ۵۳ھ

(حالانکہ تو ایسے صوفی سے مشابہت رکھتا تھا جو فرائض اور احکام دین کی کتابوں کا مالک ہے)

حضرت حسن بصری کے دور میں بھی یہ لفظ رائج تھا ۵۴ھ ظاہر ہے کہ ابو ہاشم کوفی سے پہلے جن لوگوں کو صوفی کہا جاتا تھا وہ صوفہ قبیلے ہی سے مشابہت رکھنے والے تھے۔

اس لئے ہماری رائے میں لفظ صوفی کی نسبت صوفہ سے ہے جو لغوی اور معنوی دونوں اعتبار سے درست ہے۔

حواشی

۱ھ ژوکوفسکی، و النتین (مرتب) کشف المحجوب از ہجویری، ابوالحسن علی، تہران، موسسہ مطبوعاتی امیر کبیر ص ۳۴

۲ھ قشیری ابی القاسم عبدالکریم، الرسالۃ القشیریہ، مصر، دار التالیف، اول ۱۳۸۵ھ ص ۵۵

۳ھ ڈاکٹر پیر محمد حسن (مترجم) التعرّف لمذہب اہل التصوف از الکلابازی ابوبکر بن ابو اسحاق، لاہور، المعارف گنج بخش روڈ، اول ۱۳۹۴ھ ص ۴۳ تا ۴۴۔

۴ھ الرسالۃ القشیریہ محولہ بالا ص ۵۵۱

۵ھ اہل صفہ سے مراد وہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو آپ کے زمانہ میں مسجد نبوی کے صفہ میں رہتے تھے ان کی تعداد مختلف اوقات میں تیس سے ستر تک بتائی جاتی ہے۔ یہ حضرات شب و روز عبادت خداوندی میں مصروف رہتے تھے۔ یہ لوگ فقر و فاقہ کی زندگی گذارتے تھے اور پہننے کے لئے ان کے پاس صرف ایک ہی کپڑا ہوتا تھا جو گھٹنوں تک یا اس سے بھی کم ہوتا تھا۔ ان کو دو کپڑے کبھی میسر نہیں آئے، کھانے پینے

کا انتظام اگرچہ بیت المال کی طرف سے تھا لیکن اس ابتدائی زمانے میں بیت المال کی حیثیت کو مد نظر رکھتے ہوئے کافی نہ تھا۔ اس لئے ان کو کمی غذا کے سلسلہ میں صبر و تحمل سے کام لینا پڑتا تھا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس کی تصدیق ہوتی ہے، فرماتے ہیں۔

"مجھے وہ وقت یاد ہے جب میں منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حجرہ (ام المومنین) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان بے ہوش پڑا ہوتا تھا، آنے والا آتا اور میری گردن پر پاؤں رکھتا کیونکہ اسے ایسا لگتا کہ میں پاگل ہو گیا ہوں حالانکہ مجھے جنون نہیں ہوتا تھا۔ صرف بھوک نے یہ حال کر رکھا ہوتا تھا۔"

(بخاری، ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، الجزء التاسع، مصر، ادارہ الطباعۃ المنیریہ ص ۱۸۹)

اس کے باوجود بھی وہ حضرات کرام اس حالت پر راضی تھے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کو اپنا مقصود حیات بنا لیا تھا انہی کے متعلق ارشاد باری ہے۔

ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغداوۃ والعشی یریدون وجھہ۔

(اور ان لوگوں کو مت نکالو جو صبح و شام اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں اور اس کی خوشنودی چاہتے ہیں، قرآن مجید، سورۃ انعام آیت ۵۲۔

زہد و تقویٰ ان کا خاص عمل تھا اور متاع دنیا سے بے نیاز ہو کر صرف ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔

۶ قاسم غنی، دکتر، تاریخ تصوف در اسلام، ایران، چھاپہ نقش جہان، دوم ص ۳۸۔

۷ میر ولی الدین، ڈاکٹر، قرآن اور تصوف، دہلی، ندوۃ المصنفین ص ۸)

۸ " (مترجم) تاریخ فلاسفۃ الاسلام از محمد لطفی جمعہ کراچی، مسعود پبلشنگ ہاؤس ستمبر ۱۹۶۴ء ص ۲۶۹،۷۰

۹ کتاب الہند بحوالہ الغزالی از شبلی نعمانی، علامہ، لاہور، ثناء اللہ خان ریلوے روڈ، دوم ۱۹۵۲ء ص ۲۲۷

۱۰ ENCYCLOPEADIA OF RELIGIONS AND ETHICS

۱۱ ابی نصر عبداللہ بن علی السراج الطوسی، کتاب اللمع فی التصوف، لیدن مطبع بریلی، ۱۹۱۴ء، ص ۲۱

۱۲ حافظ رشید احمد ارشد (مترجم) عوارف المعارف از سہروردی، عمر بن شہاب الدین لاہور شیخ غلام علی اینڈ سنز اول ۱۹۶۲ء ص ۹۲۔

۱۳ـ حافظ رشید احمد ارشد (مترجم) عوارف المعارف از سہروردی، عمر بن شہاب الدین، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز اول ۱۹۶۲ء ص ۹۷ -

۱۴ـ حافظ رشید احمد ارشد (مترجم) عوارف المعارف از سہروردی، عمر بن شہاب الدین ، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز اول ۱۹۶۲ء ص ۹۷

۱۵ـ التعرف لمذہب اہل التصوف محولہ بالا ص ۳۹

۱۶ـ " " "

۱۷ـ عوارف المعارف محولہ بالا ص ۹۷

۱۸ـ عبدالصمد صارم الازہری، تاریخ تصوف، لاہور، ادارہ علمیہ ص ۷

۱۹ـ صوفیہ و فقراء بحوالہ تاریخ تصوف در اسلام محولہ بالا ص ۴۴

۲۰ـ رئیس احمد جعفری (مترجم) تاریخ تصوف اسلام از ڈاکٹر مصطفیٰ حلمی پاشا، لاہور، کتاب منزل، اول، ۱۹۵۰ء ص ۱۶۸

۲۱ـ NICHOLSON, R.A. MYSTICS OF ISLAM P. 2

۲۲ـ تاریخ تصوف در اسلام محولہ بالا ص ۴۵

۲۳ـ ابو سعید نورالدین، ڈاکٹر اسلامی تصوف اور اقبال کراچی، اقبال اکیڈمی ۱۹۵۹ء ص ۹

۲۴ـ التعرف لمذہب اہل التصوف محولہ بالا ص ۳۷

۲۵ـ کشف المحجوب محولہ بالا ص

۲۶ـ الرسالہ قشیریہ محولہ بالا ص ۵۵

۲۷ـ " " "

۲۸ـ ثناء اللہ ندوی (مترجم) الفتح الربانی (مع متن) از جیلانی شیخ عبدالقادر لاہور شیخ غلام علی اینڈ سنز اول ۱۹۶۲ء

۲۹ـ کتاب اللمع فی التصوف محولہ بالا ص ۳۶

۳۰ـ فوز المرام فی تصنیفات اولیائے کرام بحوالہ تاریخ تصوف محولہ بالا ص ۸

۳۱ـ تاریخ تصوف محولہ بالا ص ۸

۳۲ے قرآن اور تصوف محولہ بالا ص ۸

۳۳ے البنیان المشید ترجمہ البرہان المؤید، رسالہ الہادی جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ دہلی کتب خانہ اشرفیہ ص ۹

۳۴ے محمد عبد الحق (مترجم) تلبیس ابلیس از ابن الجوزی، عبد الرحمن، کراچی نور محمد کارخانہ تجارت کتب ص ۲۲۵

۳۵ے عوارف المعارف محولہ بالا ص ۹۹

۳۶ے ماجد علی خان، ڈاکٹر، ماہنامہ جامعہ مئی ۱۹۷۸ء جلد ۷۵ شمارہ ۵ دہلی جامعہ ملیہ اسلامیہ ص ۲۴۶

۳۷ے تلبیس ابلیس محولہ بالا ص ۲۲۷

۳۸ے 〃 〃 〃

۳۹ے الرسالۃ القشیریہ محولہ بالا ص ۵۵

۴۰ے الصحیح البخاری الجزء التاسع محولہ بالا ص ۱۸۶

۴۱ے ابن القیم الجوزی، ابی عبد اللہ، زاد المعاد فی ہدی خیر العباد الجزء الاول اول ۱۳۵۳ھ مصر محمد علی صبیح ص ۵۱

۴۲ے 〃 〃 〃 〃 〃 ص ۵۰

۴۳ے ندوی، شاہ معین الدین احمد، تابعین، اعظم گڑھ، مطبع معارف ۱۳۷۶ھ ص ۹۸

۴۴ے مقبول بیگ بدخشانی، پروفیسر، سکینۃ الاولیاء از دارا شکوہ، شاہزادہ، لاہور، پیکجز لمیٹڈ ص ۷۷

۴۵ے الفتح الربانی محولہ بالا ص ۵۵۶

۴۶ے قرآن مجید، سورۃ الاعراف آیت ۲۶۔

۴۸ے ابن سعد، ابو عبد اللہ محمد، الطبقات الکبیر، اردو ترجمہ موسومہ طبقات ابن سعد، کراچی نفیس اکیڈمی
دوم ص ۱۸۴ جلد ہفتم۔

۴۷ے تابعین محولہ بالا ص ۹۵

۴۹ے زاد المعاد الجزء الاول محولہ بالا ص ۵۰

۵۰ے اسلامی تصوف اور اقبال محولہ بالا ص ۸

۵۱ے ابن احمد الازرقی، ابی الولید محمد ابن عبد اللہ، اخبار مکہ المشرفہ، الجزء الاول، مکتبہ خیاط، بیروت
۱۹۶۴ء ص ۳۵۰

۵۲ے سید احمد علی چشتی (مترجم) نفحات الانس از جامی عبد الرحمن لاہور، اللہ والے کی قومی دوکان

دوم، ص ۳۵

۴۵ اس کا واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ بنی عذرہ کا ایک جوان ایک دن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور فریاد کی کہ آپ کے عامل ابن ام الحکیم نے مجھ پر بڑا ظلم کیا ہے۔ میں نے اپنی چچا زاد سے شادی کی تھی۔ کسی بات پر بیوی سے اختلاف ہو گیا۔ میں آپ کے عامل کے پاس گیا اور شکایت کی، اس نے صلح صفائی کرانے کا وعدہ کیا لیکن جب اسے معلوم ہوا کہ میری بیوی حسین ہے تو اس کے ماں باپ کو دولت کا لالچ دلا کر خود ہی اس سے شادی کر لی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس واقعہ کو سنکر بہت غصے ہوئے اور فوراً اس عامل کے نام ایک عتاب نامہ بھیجا جس کے آخر میں تین چار شعر بھی درج تھے، مذکورہ بالا شعر بھی ان میں شامل تھا۔

(مصارع العشاق بحوالہ اسلامی تصوف اور اقبال محولہ بالا ص ۱۰)

۴۶ کتاب اللمع فی التصوف محولہ بالا ص ۲۲